نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

## مرزا قادیانی

# ہیرا منڈی میں


## مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

# مرزا قادیانی ہیرامنڈی میں

## مقدمہ

### کتاب کے عنوان اور اس کے پس منظر کی توضیح

یہ کتاب "مرزا قادیانی اِن ہیرامنڈی" کسی سنسنی خیزی، ذاتی عناد یا الزام تراشی کے جذبے کے تحت مرتب نہیں کی جارہی، بلکہ یہ عنوان خود قادیانی مصادر سے اخذ شدہ اُن حقائق کی طرف اشارہ ہے جو طویل عرصہ سے پردۂ اخفا میں رکھے گئے، یا پھر سادہ لوح عوام سے دانستہ طور پر اوجھل کیے جاتے رہے۔ "ہیرامنڈی" برصغیر میں بازارِ حسن کے طور پر معروف ایک تاریخی مقام ہے، جو فحاشی، طوائفیت اور اخلاقی انحطاط کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور اس کتاب میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ مرزا غلام قادیانی کی زندگی کے بعض خفیہ گوشے اسی ماحول، اسی طبقے اور اسی ذہنیت سے جڑے ہوئے تھے، جنہیں بعد میں تقدس، بزرگی اور روحانیت کے مصنوعی پردوں میں چھپا دیا گیا۔

### اس کتاب کا منہج اور طریقۂ کار

یہ امر نہایت وضاحت کے ساتھ ابتدا ہی میں واضح کیا جانا ضروری ہے کہ اس کتاب میں کوئی بھی الزام، واقعہ یا تبصرہ مصنف کی اپنی طرف سے گھڑا ہوا نہیں ہوگا، بلکہ ہر دعویٰ قادیانی جماعت کی مستند اور مسلمہ کتب سے براہِ راست نقل کیا جائے گا۔ سیرت المہدی، روحانی خزائن، ملفوظات، مکتوبات اور دیگر قادیانی مصادر سے ایسے اقتباسات پیش کیے جائیں گے جن سے مرزا قادیانی کی نجی زندگی، معاشرتی تعلقات اور اخلاقی کردار کا حقیقی چہرہ سامنے آتا ہے۔ قاری خود فیصلہ کرے گا کہ جس شخص کو نبی، مجدد یا مسیح کہنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، کیا اس کا طرزِ

عمل، اس کا ماحول اور اس کے روابط واقعی انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت و شان کے مطابق تھے یا نہیں۔

## تقدس کے مصنوعی خول کو چاک کرنے کی ضرورت

تاریخ کا ایک مسلم اصول ہے کہ شخصیات کو القابات اور عقیدت کے غلاف میں لپیٹ کر پیش کیا جائے تو ان کے اصل کردار تک رسائی ممکن نہیں رہتی۔ مرزا قادیانی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ اس کے ماننے والوں نے اس کی زندگی کے سیاہ ابواب کو یا تو حذف کر دیا یا پھر ان کی ایسی تاویلات گھڑ لیں جو عقل، اخلاق اور شریعت ہی تینوں کے خلاف ہیں۔ یہ کتاب انہی تاویلات، پردہ پوشیوں اور فکری خیانتوں کو بے نقاب کرنے کے لیے لکھی جا رہی ہے، تاکہ قاری یہ دیکھ سکے کہ جس شخص کو زہد و تقویٰ کا پیکر بنا کر پیش کیا جاتا ہے، وہ درحقیقت کن لوگوں کے درمیان اٹھتا بیٹھتا تھا، کن مجالس سے وابستہ تھا اور کن کرداروں سے اس کے روابط تھے۔

## الزام نہیں، اعترافات پیش کیے جائیں گے

اس کتاب کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہوگی کہ یہاں دشمنوں کے بیانات نہیں بلکہ خود قادیانیوں کے اعترافات پیش کیے جائیں گے۔ یہ وہ اعترافات ہیں جو کبھی سوانح کے نام پر، کبھی واقعات کے عنوان سے اور کبھی ضمنی تذکروں میں درج کر دیے گئے، مگر ان کے منطقی نتائج پر کبھی گفتگو نہیں کی گئی۔ مصنف کا کام صرف اتنا ہوگا کہ ان اقتباسات کو ان کے اصل سیاق و سباق کے ساتھ پیش کرے اور پھر یہ سوال اٹھائے کہ کیا ایسا شخص، ایسا کردار اور ایسا ماحول نبوت، اصلاحِ امت یا روحانی قیادت کے کسی معیار پر پورا اتر سکتا ہے؟

## قاری سے انصاف کی اپیل

یہ کتاب کسی فرد کو گالی دینے یا جذباتی نعروں کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش

نہیں کرے گی، بلکہ قاری کو دعوت دے گی کہ وہ خود پڑھ کر، خود سوچ کر اور خود نتیجہ اخذ کرے۔ اگر پیش کیے گئے اقتباسات قادیانی کتب سے ہیں ہی اور وہ یقیناً ہیں ہی تو پھر ان پر اعتراض کا حق مصنف پر نہیں بلکہ ان کتب کے مؤلفین اور اس جماعت پر عائد ہو گا جو انہیں مستند مانتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب ایک فکری آئینہ ہے، جس میں مرزا قادیانی کی شخصیت کو اس کے اصل خدوخال کے ساتھ دیکھا جا سکے گا، بغیر کسی رنگ آمیزی اور بغیر کسی تقدس کے لیبل کے۔

## اختتامی کلماتِ مقدمہ

"مرزا قادیانی اِن ہیرا منڈی" دراصل اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے کہ کیا نبوت، دیانت، پاکیزگی اور اخلاقی عظمت ایسے کرداروں کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے جن کا تعلق بازارِ حسن، اخلاقی پستی اور مشکوک مجالس سے ثابت ہو؟ اس کتاب کے صفحات میں آگے بڑھتے ہوئے قاری کو بار بار یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑے گا کہ اصل فتنہ الزام میں نہیں، بلکہ حقیقت سے فرار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ حق کو حق دکھائے اور باطل کو باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## مرزا قادیانی کا ہیرا منڈی میں قیام

سفر لاہور (۱۸۹۲ء) سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود نے جنوری ۱۸۹۲ء کے تیسرے ہفتہ میں لاہور والوں پر اتمام حجت کے لئے سفر لاہور اختیار فرمایا۔ حضور لاہور اسٹیشن سے قیامگاہ تک یکے میں سوار ہو کر پہنچے۔ ابتداء حضور نے منشی میراں بخش صاحب میونسپل کمشنر لاہور کی کوٹھی واقع چونا منڈی میں قیام فرمایا۔ لیکن جب وہ جگہ کافی نہ رہی تو آپ محبوب رایوں کے مکان واقع ہیرا منڈی میں تشریف لے گئے۔

**ایک فاتر العقل شخص کا حملہ:** حضرت اقدس قیام لاہور کے دوران میں مسجد مولوی رحیم اللہ صاحب میں جو (لنگے منڈی میں میاں چراغ الدین صاحب کے مکانات کے سامنے تھی) نمازیں ادا فرماتے تھے۔ایک روز حضور ظہر یا عصر کی نماز پڑھ کر سیدھا مٹھا بازار کی طرف تشریف لے جا رہے تھے جہاں حضور محبوب رایوں کے مکان میں مقیم تھے۔حضور کے پیچھے خدام دس گز کے فاصلے پر تھے۔کہ ایک شخص اچانک آ کر لپٹ گیا اور شور مچانے لگا کہ مہدی تو میں ہوں تم نے کیوں دعویٰ کیا ہے؟ وہ نہ تو آپ کو اٹھا سکا نہ گرا سکا۔حضرت اقدس کے بعض خدام نے اسے پکڑ کر الگ کر دیا۔وہ اسے مارنا چاہتے تھے مگر حضور نے مسکرا کے ارشاد فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو جانے دو۔معذور ہے وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عہدہ میں نے سنبھال لیا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 454)

اس اقتباس سے سب سے پہلا اور نا قابل انکار نکتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی کا قیام لاہور کے جس مقام پر ہوا وہ ہیرا منڈی تھا، جو تاریخی طور پر بازارِ حسن اور طوائفوں کے کوٹھوں کے لیے معروف رہا ہے، اور خود قادیانی مصادر کے مطابق جب چونا منڈی میں منشی میراں بخش کی کوٹھی تنگ پڑ گئی تو مرزا قادیانی کو محبوب رائے کے مکان میں منتقل کیا گیا جو صراحت کے ساتھ ہیرا منڈی میں واقع تھا، لہٰذا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کا ہیرا منڈی سے کوئی تعلق نہیں، خود ان کی جماعت کی مستند تاریخ کے خلاف ہے، اور مزید تفصیلات آئندہ حوالے جات میں واضح ہوں گی کہ یہ قیام محض عارضی یا مجبوری کا نہیں بلکہ ایک خاص ماحول اور مخصوص افراد کے درمیان تھا۔

دوسرا نہایت اہم نکتہ اس واقعے میں یہ سامنے آتا ہے کہ ہیرا منڈی ہی کے ماحول میں ایک اور شخص نمودار ہوتا ہے جو خود کو امام مہدی قرار دیتا ہے اور مرزا قادیانی پر اعتراض کرتا ہے کہ "مہدی تو میں ہوں، تم نے کیوں دعویٰ کیا؟"۔ یہاں مرزا قادیانی کا جواب اور طرزِ عمل اس کے اپنے دعویٰ مہدویت پر کاری ضرب لگاتا ہے، کیونکہ مرزا قادیانی نے متعدد مقامات پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد اور امام مہدی وہی ہے اور اس کے زمانے میں کوئی دوسرا دعوے دار موجود نہیں، بلکہ اگر کوئی اور دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے، مگر یہاں خود اس کے قیام کے دوران ایک دوسرا دعوے دار سامنے آتا ہے، جسے وہ جھوٹا ثابت کرنے، اس کے دعوے کو باطل قرار دینے یا اس پر کسی الٰہی گرفت کے نزول کا ذکر کرنے کے بجائے محض "فاتر العقل" کہہ کر ٹال دیتا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایسے دعوے دار اس دور میں موجود تھے اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ "اور کوئی دعوے دار نہیں" محض ایک خود ساختہ اور بے بنیاد دعویٰ تھا۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی واقعی منصوص من اللہ امام مہدی ہوتا تو ایسے مدعی کے بارے میں اس کا ردعمل محض ہمدردی یا مسکراہٹ نہ ہوتا بلکہ وہ اس کے دعوے کو دینی، عقلی اور وحی الٰہی کی بنیاد پر باطل قرار دیتا، مگر یہاں نہ کوئی وحی نازل ہوتی ہے، نہ کوئی فیصلہ کن نشان ظاہر ہوتا ہے، بلکہ معاملہ ایک عام انسان کی طرح نمٹا دیا جاتا ہے، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پورا قصہ مہدویت کے دعوے کو سنجیدہ الٰہی منصب کے بجائے ایک نفسیاتی اور سماجی فتنہ بنا کر پیش کرتا ہے۔

چوتھا نکتہ یہ ہے کہ یہ واقعہ اس حقیقت کو بھی بے نقاب کرتا ہے کہ مرزا قادیانی جس ماحول میں اپنے دعوے پھیلا رہا تھا وہ نہ علمی تھا، نہ دینی مراکز پر مبنی، بلکہ بازاروں، مٹھا بازار، لنگے منڈی اور ہیرا منڈی جیسے مقامات سے جڑا ہوا تھا، جو خود اس کے دعویٰ تقدس اور

روحانیت کے ساتھ صریح تضاد رکھتا ہے، اور یہی وہ تضادات ہیں جنہیں اس کتاب میں قادیانی مصادر کی روشنی میں مرحلہ وار سامنے لایا جائے گا تاکہ قاری کو یہ سمجھنے میں دشواری نہ رہے کہ جنہیں "مسیح و مہدی" بنا کر پیش کیا گیا وہ درحقیقت کس ماحول، کس طرزِ فکر اور کس قسم کی زندگی سے وابستہ تھے۔

## شبہ والی جگہوں سے اجتناب از قرآن و حدیث

اسلام ایک ایسا دین ہے جو صرف گناہ سے بچنے ہی کا حکم نہیں دیتا بلکہ ہر اس راستے سے بھی روکتا ہے جو گناہ، تہمت یا بدگمانی تک لے جائے۔ اسی اصول کو فقہ و حدیث میں سدِّ ذرائع کہا جاتا ہے، یعنی برائی کے اسباب اور ذرائع کا دروازہ ابتدا ہی میں بند کر دینا۔ قرآن و سنت میں یہ اصول بار بار واضح کیا گیا ہے تاکہ اہلِ ایمان کی سیرت، کردار اور معاشرت ہر قسم کے داغ سے پاک رہے، بالخصوص وہ شخص جو خود کو نبی، مجدد یا امام مہدی کہلوانے کا دعوے دار ہو۔

## قرآنِ کریم کی ہدایت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا

ترجمہ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی بری راہ۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت 32)

اس آیت میں قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ "زنا نہ کرو" بلکہ فرمایا "بدکاری کے پاس نہ جاؤ"۔ مفسرین اہلِ سنت نے واضح کیا ہے کہ اس میں وہ تمام مقامات، ماحول اور حالات شامل ہیں جو زنا، فحاشی یا بدکاری کی طرف لے جائیں، یا جن سے تہمت اور

بدگمانی پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ تقویٰ ہمیشہ مشتبہ جگہوں سے بھی اجتناب کرتے آئے ہیں۔

## حدیثِ نبوی ﷺ اور شبہات سے بچنے کی تعلیم

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ".

حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا

بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

(صحیح بخاری، حدیث 52؛ صحیح مسلم، حدیث 1599، 4094)

یہ حدیث اس اصول کو قطعی بنا دیتی ہے کہ اللہ کا مقرب بندہ، نبی تو درکنار، عام صالح انسان بھی اپنی عزت اور دین کی حفاظت کے لیے شبہ والی جگہوں اور حالات سے دور رہتا ہے، تاکہ لوگوں کو طعن و تشنیع یا تہمت کا موقع نہ ملے۔

## نبی ﷺ کا عملی نمونہ

نبی کریم ﷺ کی سیرت اس باب میں سب سے روشن مثال ہے۔حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات کے وقت مسجد سے نکلتے ہوئے جب دو صحابہؓ سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فوراً فرمایا:

أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ فِي اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ، عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَبُرَ

عَلَيْهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا

انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مسجد میں آئیں تھوڑی دیر تک باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ! یا رسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

(صحیح بخاری، حدیث 2035؛ صحیح مسلم، حدیث 2175، 5679)

حالانکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہ بدگمانی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو یہ سبق دیا کہ تہمت کے ہر ممکن دروازے کو بند کر دیا جائے۔

## مرزا قادیانی اور ہیرا منڈی میں قیام کا مسئلہ

اب اس قطعی قرآنی و حدیثی اصول کی روشنی میں جب تاریخ احمدیت کے مذکورہ اقتباس کو دیکھا جائے، جس میں مرزا قادیانی کا ہیرا منڈی جیسے بدنام بازارِ حسن میں قیام ثابت ہوتا ہے، تو ایک بنیادی سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ ہیرا منڈی کوئی عام رہائشی علاقہ نہ تھا بلکہ برصغیر میں فحاشی، طوائف گری اور اخلاقی غلاظت کی علامت کے طور پر مشہور رہا ہے۔ ایسے مقام پر کسی شخص کا قیام، وہ بھی اس دعوے کے ساتھ کہ وہ امام مہدی اور مجددِ وقت ہے، قرآن وسنت کے بیان کردہ اصولِ احتیاط کے صریح خلاف ہے۔

اہلِ سنت کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ نہ صرف گناہوں سے پاک ہوں گے بلکہ ان کے طرزِ عمل میں ادنیٰ درجے کا شبہ بھی نہ ہوگا۔ ان کی زندگی لوگوں کے لیے نمونہ ہوگی، نہ کہ اعتراض، اور ان کا قیام و قیام گاہیں لوگوں کو دین کی طرف مائل کریں گی، نہ کہ سوالات اور بدگمانیاں پیدا کریں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ کے نبی، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے صلحاء، ہمیشہ شبہ والی جگہوں سے اجتناب کرتے ہیں تاکہ نہ دین پر حرف آئے اور نہ کردار پر۔ اس معیار پر مرزا قادیانی کا ہیرا منڈی جیسی جگہ میں قیام نہ صرف شدید شبہات کو جنم دیتا ہے بلکہ اس کے دعوائے مہدیت و روحانیت کو خود اسی کے اعمال کے ذریعے مشکوک بنا دیتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر آئندہ صفحات میں قادیانی مصادر ہی کی روشنی میں مزید تفصیل کے ساتھ بحث آگے بڑھے گی۔

## ہیرا منڈی کے قیام کا ایک اور حوالہ

جنوری ۹۲ء میں حضرت اقدس لاہور تشریف لے گئے ابتدا چونے منڈی میں منشی میران بخش کی کوٹھی میں فروکش ہوئے۔ وہاں آپ

نے ایک تقریر کی اور حضرت حکیم الامہ نے بھی تقریر کی تھی۔اس کے بعد محبوب رایوں کے مکان واقعہ ہیرا منڈی میں تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔فروری میں مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے حضرت اقدس کا مباحثہ ہوا۔اس عرصہ میں حضرت نواب صاحب کو لاہور آنے کا موقعہ نہیں ملا۔البتہ آپ جلسہ سالانہ ۹۲ء میں شریک ہوئے۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 100)

قرآن وسنت کا ایک مسلم اصول یہ ہے کہ دین کا داعی، بالخصوص جو شخص خود کو امام، مجدد یا مہدی جیسے عظیم منصب سے منسوب کرے، اس کی زندگی نہ صرف گناہ سے پاک ہو بلکہ تہمت، شبہ اور بدگمانی کے تمام اسباب سے بھی دور ہو۔شریعتِ اسلامیہ صرف حرام سے بچنے کا حکم نہیں دیتی بلکہ ان مقامات اور حالات سے بھی اجتناب کا حکم دیتی ہے جو لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا کریں، کیونکہ دین کی دعوت کا تعلق محض فرد کے ذاتی عمل سے نہیں بلکہ امت کے عمومی اخلاق اور اعتماد سے ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکیزہ طرزِ زندگی اختیار کریں اور ایسے راستوں کے قریب بھی نہ جائیں جو فتنہ، فساد یا بدنامی کا سبب بنیں۔نبی کریم ﷺ کی سنت اس اصول کی عملی تفسیر ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر اپنے عمل سے یہ واضح فرمایا کہ داعیِ دین کو تہمت کے ہر دروازے کو بند کرنا چاہیے، خواہ وہ کام فی نفسہ حرام نہ بھی ہو، کیونکہ مقصد صرف اپنی ذات کو بچانا نہیں بلکہ دین کے وقار کی حفاظت کرنا ہے۔

احادیثِ نبویہ میں بھی اس اصول پر بار بار زور دیا گیا ہے کہ مومن کو شبہات سے بچنا چاہیے، کیونکہ شبہات انسان کو آہستہ آہستہ حرام کی طرف لے جاتے ہیں، اور دین کے رہنما کے

لیے یہ بات اور زیادہ سخت ہے کہ وہ اپنے عمل اور قیام و قیودات سے لوگوں کے دلوں میں سوالات پیدا کرے۔ اسی لیے فقہاءِ اہلِ سنت نے لکھا ہے کہ امام، قاضی اور دینی پیشوا کے لیے ایسے مقامات پر جانا یا وہاں قیام کرنا مکروہِ شدید بلکہ بعض حالات میں ممنوع ہے جہاں عام طور پر فسق و فجور، فحاشی یا بدکاری معروف ہو، کیونکہ اس سے منصبِ امامت مجروح ہوتا ہے۔

اس اصول کی روشنی میں جب قادیانی کتب کے اپنے بیانات کے مطابق مرزا قادیانی کا قیام لاہور میں ہیرا منڈی جیسے بدنام اور غلیظ بازار میں ثابت ہوتا ہے، تو یہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں رہتا بلکہ ایک سنگین دینی سوال بن جاتا ہے۔ ہیرا منڈی برصغیر میں صدیوں سے فحاشی، طوائف گری اور اخلاقی گراوٹ کی علامت سمجھی جاتی رہی ہے، اور خود مسلمان معاشرہ اسے ایک قبیح اور قابلِ نفرت مقام کے طور پر جانتا ہے۔ ایسے ماحول میں قیام کرنا عام آدمی کے لیے بھی معیوب سمجھا جاتا ہے، چہ جائیکہ وہ شخص جو خود کو امام مہدی، مسیح موعود اور مجددِ اعظم قرار دے رہا ہو۔

یہاں یہ نکتہ نہایت اہم ہے کہ مرزا قادیانی کے قیامِ ہیرا منڈی کا ذکر مخالفین کی کتابوں سے نہیں بلکہ خود قادیانی جماعت کی مستند تصانیف، جیسے "تاریخ احمدیت" اور "اصحاب احمد" سے ثابت ہے۔ اس لیے یہ الزام یا بہتان نہیں بلکہ ان کے اپنے تاریخی بیانات کا منطقی نتیجہ ہے۔ اگر ایک طرف وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس کے زمانے میں کوئی اور مہدی یا مجدد نہیں اور اگر کوئی دعوے دار ہو تو وہی سچا ہو سکتا ہے، اور دوسری طرف اسی کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ وہ بدنام بازار میں ایک طوائف کے کوٹھے واقع مکان میں قیام پذیر رہا، تو یہ تضاد خود اس کے دعووں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ

انہوں نے نہ صرف حرام سے بلکہ تہمت کے ہر ممکن دروازے سے بھی اجتناب کیا۔ اگر کہیں شبہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا تو فوراً وضاحت فرما دیتے یا اس جگہ کو چھوڑ دیتے، تا کہ دین اسلام پر انگلی نہ اٹھے۔ اس معیار پر جب مرزا قادیانی کے طرزِ عمل کو پرکھا جاتا ہے تو یہ سوال پوری شدت سے سامنے آتا ہے کہ کیا ایسا شخص، جو خود اپنی تحریروں کے مطابق فحاشی کے گڑھ میں قیام کرتا رہا، قرآن وسنت کے معیار پر امام مہدی یا دینی رہبر کہلانے کا اہل ہو سکتا ہے؟

نتیجتاً یہ بات پوری وضاحت سے سامنے آتی ہے کہ اسلام جس رہنمائی، تقویٰ، حیا اور احتیاط کا مطالبہ اپنے پیشواؤں سے کرتا ہے، مرزا قادیانی کا قیامِ ہیرا منڈی اس معیار سے صریح انحراف ہے۔ یہ صرف ایک اخلاقی لغزش نہیں بلکہ دعوئ امامت و مہدویت کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ایک ایسا طرزِ عمل ہے جو خود اس دعوے کو مشکوک بلکہ باطل ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

## ہیرا منڈی میں مرزا کی صداقت کا پہلا اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لائے اور محبوب رایوں کے مکان واقعہ ہیرا منڈی میں قیام فرمایا۔ آپ زیارت کیلئے پہنچے۔ پہلے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب سے ملاقات کر کے لطف اندوز ہوئے اور پھر حضرت اقدس کی زیارت کر کے بے اختیار کہہ اٹھے کہ یہ شخص صادق ہے جھوٹا نہیں۔

(لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 135)

## صداقت کے اولین اعلان کا شرعی و اخلاقی تجزیہ

یہ حوالہ جس میں خود قادیانی کتب کے مطابق مرزا قادیانی کا 1892ء میں لاہور آ کر ہیرا منڈی جیسے بدنامِ زمانہ بازارِ حسن میں قیام ثابت ہوتا ہے، اور اسی قیام کے دوران اس

کی صداقت کا پہلا اعلان کیا جاتا ہے، محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ایک نہایت سنگین شرعی، اخلاقی اور اعتقادی سوال کو جنم دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کو امام مہدی یا مجدد ماننے کا دعویٰ کیا جائے، کیا اس کے شایانِ شان ہے کہ وہ ایسی جگہ قیام کرے جو فحاشی، زنا اور علانیہ فسق و فجور کا مرکز ہو، اور وہیں سے اپنی صداقت کا پہلا تاثر قائم کرائے؟

اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک امام مہدی رضی اللہ عنہ کی شخصیت تقویٰ، زہد، شریعت کی پابندی، اور فتنوں سے اجتناب کی علامت ہوگی۔ وہ لوگوں کو خود اپنے عمل سے سنت کی طرف بلائیں گے، نہ کہ اپنے طرزِ عمل سے سوالات اور اعتراضات کو جنم دیں گے۔ امام مہدی کا ماحول، نشست و برخاست اور قیام سب کچھ ایسا ہوگا جو لوگوں کے دلوں میں ہیبتِ دین پیدا کرے، نہ کہ شبہات اور بدگمانیاں۔

ہیرامنڈی محض ایک محلہ نہیں بلکہ تاریخی طور پر ایک ایسی جگہ رہی ہے جہاں طوائفیں، رقص وسرود اور علانیہ بدکاری ہوتی رہی۔ ایسی جگہ قیام کرنا، پھر یہ کہنا کہ وہیں کسی شخص نے پہلی مرتبہ مرزا قادیانی کو "صادق" قرار دیا، خود اس صداقت کے معیار پر سوالیہ نشان ہے۔ صداقت کا پہلا اعلان اگر ایسے ماحول میں ہو جہاں اخلاقی آلودگی معروف ہو، تو عقلِ سلیم اور شرعِ متین دونوں اس پر مطمئن نہیں ہوتیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے، بالخصوص انبیاء، مجددین یا امام مہدی جیسی عظیم ہستیوں سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ تہمت، شبہ اور اخلاقی غلاظت کے مراکز میں قیام کریں۔ مرزا قادیانی کا ہیرامنڈی میں قیام، اور وہیں اس کی صداقت کا پہلا اعلان، نہ صرف دعویٰ مہدویت کے منافی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں سے کھلا تصادم ہے۔ یہی وہ تضاد ہے جو اس دعوے کی بنیادوں کو خود اسی کے اپنے حوالہ جات سے کمزور کر دیتا ہے۔

## ”صداقت“ کا پہلا اعلان، ایک نیا فکری سوال

اس اقتباس کی سب سے غیر معمولی اور چونکا دینے والی بات یہ نہیں کہ مرزا قادیانی لاہور آیا، بلکہ یہ ہے کہ اس کی صداقت کا پہلا زبانی اعلان ایک ایسی جگہ پر ہوا جو خود معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے مشتبہ، متنازع اور بدنام سمجھی جاتی تھی۔ یہ محض قیام کا مسئلہ نہیں بلکہ ابتدائے دعویٰ، تاثرِ نبوت اور مقامِ اعلان کا مسئلہ ہے۔

یہاں ایک نیا اصولی سوال جنم لیتا ہے:

کیا اللہ تعالیٰ اپنے کسی صادق، مجدد یا مہدی کی پہچان کا آغاز ایسی جگہ سے کرواتا ہے جو عرفِ عام میں فحاشی، فسق اور اخلاقی گراوٹ کی علامت ہو؟

## صداقت کا اعلان اور مقام کا انتخاب، نبوی منہج کے خلاف

قرآن وسنت کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کی پہچان ہمیشہ ایسے ماحول میں ظاہر ہوئی جہاں طہارتِ ظاہر، وقار، سنجیدگی اور اخلاقی وقعت موجود ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت نہ صرف پاک ہوتی ہے بلکہ دعوت کا ماحول بھی تہمت سے پاک رکھا جاتا ہے تاکہ حق بات کسی اخلاقی اعتراض کی نذر نہ ہو۔

یہ ایک مستقل اصول ہے کہ حق بات اگر مشتبہ ماحول میں پیش کی جائے تو وہ خود شکوک کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی لیے شریعت میں صرف حرام سے نہیں بلکہ حرام کے قریب لے جانے والے اسباب سے بھی اجتناب کا حکم ہے۔ یہاں مسئلہ زنا یا فحاشی کے ارتکاب کا نہیں، بلکہ تاثر، مقام اور تہمت کے دروازے کھولنے کا ہے۔

## صداقت کا پہلا گواہ اور پہلا منظر

یہ بات بھی غیر معمولی ہے کہ جس شخصیت کو بعد میں ”عالم اسلام کا مجدد“ اور ”مہدی“ قرار دیا گیا، اس کی صداقت پر سب سے پہلا بے ساختہ جملہ ایک طوائفوں کے محلے میں قیام کے

دوران کہا گیا۔ یہ منظر بذاتِ خود دعوت کے وقار کو مجروح کرتا ہے۔

اہلِ حق ہمیشہ اس بات کے قائل رہے ہیں کہ سچائی خود بھی پاک ہوتی ہے اور اپنے اظہار کے لیے پاک ظرف اور پاک ماحول چاہتی ہے۔ اگر سچائی کا پہلا چراغ ہی ایسی جگہ جلایا جائے جہاں اخلاقی اندھیرے معروف ہوں، تو یہ چراغ روشنی سے زیادہ سوالات پیدا کرتا ہے۔

## امام مہدی کا تصور اور عرفِ عام

امام مہدی کا تصور صرف مذہبی نہیں بلکہ اخلاقی اور اصلاحی بھی ہے۔ عوام الناس کے ذہن میں مہدی وہ شخصیت ہے جو فساد سے دور، شبہات سے بالا، اور کردار میں بے داغ ہو۔ اگر اسی مہدی کی صداقت کا پہلا اعلان ایسی جگہ سے وابستہ ہو جائے جسے عرفِ عام "بازارِ حسن" کے نام سے جانتا ہو، تو یہ تصورِ مہدویت خود متزلزل ہو جاتا ہے۔

یہاں الزام نہیں، بلکہ خود قادیانی مصادر سے نکلنے والا ایک فکری تضاد سامنے آتا ہے:
دعویٰ آفاقی اصلاح کا، مگر آغاز ایک ایسے مقام سے جو اصلاح نہیں بلکہ بدنامی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

یہ بحث نہ تو محض مقامِ قیام پر ہے، نہ ہی کسی اخلاقی تہمت پر، بلکہ دعوت کے اولین تاثر، صداقت کے اولین اعلان، اور نبوی منہج سے ہم آہنگی یا عدم ہم آہنگی پر ہے۔

یہ سوال اب باقی نہیں رہتا کہ مرزا قادیانی کہاں ٹھہرا، بلکہ یہ بنیادی سوال کھڑا ہو جاتا ہے کہ:

کیا اللہ کی طرف سے مامور کسی شخصیت کی پہچان کا پہلا اعلان ایسی جگہ سے ہونا، خود اس ماموریت کے دعوے پر سوالیہ نشان نہیں بن جاتا؟

## ہیرا منڈی کے بدقماشوں کی غیرت اور قادیانیوں کی ہیرامنڈی میں بیعت

قبول احمدیت : مباحثہ دہلی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لاہور میں کئی روز تک قیام رکھا (حضور جنوری ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لے گئے اور "محبوب رایوں" کے مکان واقعہ ہیرا منڈی میں مقیم ہوئے )۔ان ایام میں لاہور میں مخالفت کا زور تھا۔ بیہودہ لوگ گلی کوچوں میں گندہ دہانی کرتے اور جھوٹے لغو اور بے ہودہ قصے حضرت اقدس کے خلاف مشہور کیا کرتے تھے۔اکثر لوگوں کا ہجوم حضور کے مکان کے گرد رہتا تھا۔اور اندیشہ تھا کہ بدقماش لوگ مکان میں گھس کر حملہ نہ کردیں۔بیعت کرنے والوں کو مخالفین تنگ کرنے کی کوشش کرتے تھے اس وجہ سے بیعت کا کئی دفعہ اظہار بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مرزا ایوب بیگ صاحب اور آپ کے حقیقی بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دوسرے سے خفیہ بیعت کی۔

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 87،86)

اس حوالہ سے ایک بالکل نیا زاویہ سامنے آتا ہے جو اس سے پہلے بیان نہیں ہوا، اور وہ یہ ہے کہ قبولِ حق کا معیار فطرتِ سلیمہ بھی ہوتی ہے، اور یہاں خود قادیانی تاریخ یہ گواہی دے رہی ہے کہ ہیرامنڈی جیسے مقام کے بدقماش اور گنہگار لوگ بھی مرزا قادیانی کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

قرآن مجید ایک بنیادی اصول بیان کرتا ہے کہ حق جب آتا ہے تو دل اس کی طرف کھنچتے ہیں، خواہ عمل میں کمزور ہی کیوں نہ ہوں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: تو جھاگ تو پھک (جل) کر دور ہو جاتا ہے، اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے۔

(سورہ الرعد آیت 17)

اس کا ایک فطری مظہر یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ، حتیٰ کہ گناہوں میں مبتلا افراد بھی، حق کے وقار کو محسوس کرتے ہیں۔

لیکن یہاں صورتِ حال بالکل الٹ ہے۔ خود قادیانی ماخذ اعتراف کر رہا ہے کہ لاہور، خصوصاً ہیرا منڈی کے آس پاس کے لوگ، مرزا قادیانی کی موجودگی کو ناپسند کرتے تھے، اس کے خلاف زبان درازی کرتے تھے، اور اس کے ماننے والوں کو چھپ کر بیعت کرنا پڑتی تھی۔ یہ طرزِ قبول کسی بھی صادق، مامور من اللہ، یا مہدی موعود کے تصور سے قطعی مطابقت نہیں رکھتی۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں قرآن نے واضح کیا کہ:

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔

(سورہ البقرۃ آیت 146)

یعنی سچائی ایسی ہوتی ہے کہ دشمن بھی دل میں اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہاں معاملہ یہ ہے کہ دشمنی نہیں، بلکہ فطری نفرت نظر آتی ہے، حتیٰ کہ وہ لوگ جو خود اخلاقی پستی میں مبتلا تھے، وہ بھی اس شخصیت کو قبول کرنے پر تیار نہ تھے۔

مزید یہ کہ اس اقتباس میں بیعت کا خفیہ ہونا خود ایک بڑا سوالیہ نشان ہے۔ اگر یہ شخص واقعی امام مہدی، مجدد، یا خدا کی طرف سے مامور ہوتا تو بیعت اس کے لیے اعزاز ہوتی، جرم نہیں۔ جبکہ یہاں صورت یہ ہے کہ بیعت کرنے والے بھی معاشرتی ردِعمل سے خوف زدہ تھے۔ یہ خوف اس بات کی علامت ہے کہ مرزا قادیانی کی صداقت عوامی شعور میں مسلم نہیں تھی۔

اہلِ سنت کے نزدیک یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ باطل ہمیشہ خواص کے ایک محدود دائرے میں پنپتا ہے، جبکہ حق دلوں میں اترتا ہے۔ یہاں قادیانی تاریخ خود یہ ثابت کر رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو قبول کرنے والے چند لوگ تھے، وہ بھی دبے دبے، چھپ کر، اور وہ بھی ایسے ماحول میں جہاں اکثریت، خواہ فاسق ہی سہی، اسے رد کر رہی تھی۔

لہٰذا یہ حوالہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کی دعوت نہ فطرت کو اپیل کر سکی، نہ عام مسلمانوں کے دلوں میں جگہ بنا سکی، اور یہ کیفیت کسی بھی حقیقی مہدی، نبی، یا مجدد کی شان کے بالکل منافی ہے۔

## ہندو اخبارات کی گواہی: قادیان، ہیرا منڈی اور احمدی عورتیں

پنجاب کی ہندو صحافت کھلم کھلا دشنام طرازی اور شرمناک پراپیگنڈا سردار شوکت حیات خان مسلم لیگی امیدوار تھے۔ احمدی مردوں اور عورتوں نے انہیں مسلمانوں کا بہترین سیاسی نمائندہ سمجھتے ہوئے ووٹ دیئے۔ بات صرف اس قدر تھی۔ مگر ہندو اخبار پرتاپ اک واری کی اشاعت میں اس واقعہ کو اخلاق سوز اور شرمناک رنگ سے جگہ دی چنانچہ اس نے لکھا کہ: آج ٹانگوں اور لاریوں میں پولنگ

> اسٹیشنوں پر مسلمان عورتوں کو لایا گیا۔سردار شوکت حیات کے حق میں ووٹیں ڈلوانے کے لئے قادیان سے احمدیہ لڑکیوں اور ہیرامنڈی سے بازاری عورتوں کو لایا گیا تھا۔انہوں نے اپنے سروں پر سبز رنگ کے دوپٹے لئے ہوئے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 صفحہ 295)

اس اقتباس کی سب سے سنگین اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ الزام کسی مسلمان مخالف، کسی سنی عالم یا کسی معاند مصنف کی طرف سے نہیں بلکہ خود قادیانیوں کی مستند کتاب ''تاریخ احمدیت'' میں نقل کیا گیا ہے، اور وہ بھی ہندو پریس کے حوالے سے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیانی تحریک کی اخلاقی ساکھ اس قدر مشکوک ہو چکی تھی کہ غیر مسلم صحافت تک نے قادیانی شناخت کو ہیرامنڈی کی بازاری عورتوں کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا، اور یہ تاثر معاشرے میں اتنا معروف تھا کہ اسے بطور طنز اور پروپیگنڈا استعمال کیا گیا۔

یہاں اصل سوال یہ نہیں کہ ہندو اخبار نے الزام کیوں لگایا، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ یہ الزام قابل فہم کیوں بنا؟ کسی بھی جماعت پر ایسا الزام اسی وقت مؤثر ہوتا ہے جب اس جماعت کا سماجی امیج پہلے ہی مشکوک ہو۔اگر قادیانی جماعت کا عمومی تاثر پاکیزگی، تقویٰ اور اخلاقی بلندی کا ہوتا تو ہیرامنڈی کا حوالہ محض ایک مضحکہ خیز جھوٹ سمجھا جاتا، مگر یہاں صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔خود قادیانی مورخین اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ بات اخبارات میں شائع ہوئی اور اس نے اثر ڈالا۔

مزید یہ کہ اس اقتباس میں قادیانی عورتوں اور ہیرامنڈی کی بازاری عورتوں کو ایک ہی سانس میں ذکر کیا گیا ہے، جو سماجی سطح پر قادیانیت کی اخلاقی شناخت کے مکمل انہدام کا ثبوت ہے۔کسی دینی جماعت کے لیے اس سے بڑا المیہ کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی خواتین کا تذکرہ

بازارِ حسن کی عورتوں کے ساتھ بطور سیاسی آلہ کیا جائے، اور جماعت اس تاثر کو زائل کرنے میں ناکام رہے۔

یہ بھی قابل غور ہے کہ قادیانی لٹریچر اس الزام کی اخلاقی تردید نہیں کرتا بلکہ صرف اسے ''شرمناک پراپیگنڈا'' کہہ کر آگے بڑھ جاتا ہے، حالانکہ اگر یہ الزام سراسر بے بنیاد ہوتا تو قادیانی تاریخ نویسی میں اس کے خلاف واضح اخلاقی وسماجی صفائی پیش کی جاتی۔ خاموشی بذاتِ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت اس بیانیے سے پوری طرح بری الذمہ نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ اقتباس دراصل قادیانیت کے اس بنیادی تضاد کو بے نقاب کرتا ہے کہ ایک طرف وہ خود کو اسلام کی روحانی تحریک اور پاکیزہ جماعت کہتے ہیں، اور دوسری طرف ان کی اجتماعی شناخت اس مقام تک گر چکی تھی کہ ہیرا منڈی بطور علامت قادیانیت کے ساتھ جوڑی جانے لگی۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ ایک مسلسل تاریخی، سماجی اور اخلاقی انحطاط کا نتیجہ ہے جو خود قادیانی مصادر میں محفوظ ہو چکا ہے۔

## ہیرا منڈی کو منگے منڈی بنانے کی واردات

قیام لاہور کے ایام میں محبوب رایوں کے مکان میں ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس نے ایک بھری مجلس میں حضرت اقدس کو گالیاں دیں اور آپ کامل صبر اور ضبط نفس کی وجہ سے خاموش رہے۔ اس گندہ دہن کے متعلق حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر رضی اللہ عنہ کی ایک شائع شدہ روایت مل گئی ہے جس میں اس شخص کا نام دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ محبوب رایوں کے مکان واقع منگے منڈی لاہور کا واقعہ ہے۔

(حیات احمد جلد سوم صفحہ 401،402)

اس اقتباس میں سب سے نمایاں اور چونکا دینے والا نکتہ یہ ہے کہ قادیانی مصنف نے "ہیرا منڈی" جیسے بدنام اور متعین مقام کا نام بدل کر "منگے منڈی" لکھ دیا ہے، حالانکہ خود قادیانی لٹریچر کے متعدد مستند حوالہ جات پہلے ہی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ محبوب رائے کا مکان ہیرا منڈی، لاہور میں واقع تھا اور مرزا قادیانی نے وہیں قیام کیا۔ یہاں سوال یہ نہیں کہ واقعہ پیش آیا یا نہیں، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ مقام کا نام کیوں بدلا گیا؟ اگر واقعہ سچا تھا اور اس میں کوئی قباحت نہ تھی تو پھر "ہیرا منڈی" لکھنے میں کیا عار تھی؟ اس تبدیلی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کو خود اس مقام کی غلاظت اور بدنامی کا شدید احساس تھا اور وہ جانتا تھا کہ قاری کے سامنے اگر اصل نام آئے گا تو مرزا قادیانی کی تقدس آمیز شخصیت سخت سوالات کی زد میں آ جائے گی۔

یہ طرزِ عمل محض لفظی تبدیلی نہیں بلکہ صریح تاریخی تحریف ہے۔ تاریخ نویسی کا اصول یہ ہے کہ واقعہ جیسے پیش آیا، اسے اسی طرح، اسی جگہ اور اسی نام کے ساتھ نقل کیا جائے، خواہ وہ حقیقت کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو۔ مگر یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی مصنف اپنے جعلی مسیح کو بچانے کے لیے نہ صرف مقام کا نام بدل رہا ہے بلکہ اس تبدیلی کے ذریعے قاری کے ذہن سے ہیرا منڈی کے تمام اخلاقی، سماجی اور تاریخی پس منظر کو مٹانا چاہتا ہے۔ یہ رویہ خود اس بات کا خاموش اقرار ہے کہ ہیرا منڈی کا ذکر مرزا قادیانی کے لیے دفاع کے قابل نہیں تھا، اسی لیے اسے پردۂ خفا میں ڈالنے کی کوشش کی گئی۔

اس سے ایک اور نہایت اہم حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ قادیانی مؤرخین اپنے دعووں کی حفاظت کے لیے واقعات کو نہیں بلکہ تاریخ کو موڑتے ہیں۔ جب مقام بدل دیا جائے تو سوال، اعتراض اور الزام خود بخود کمزور پڑ جاتا ہے، اور یہی اس تحریف کا اصل مقصد

ہے۔گویا مسئلہ واقعے کا نہیں، بلکہ اس کے ظاہر ہو جانے کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی محبوب رائے کا مکان ہیرا منڈی میں بتایا جاتا ہے اور کبھی اسی مکان کو" منگے منڈی" میں منتقل کر دیا جاتا ہے، حالانکہ لاہور کا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ مقامات ہیں۔

نتیجتاً یہ حوالہ قادیانی مصنفین کی علمی دیانت پر ایک اور کاری ضرب ہے اور اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی کے ناپسندیدہ پہلوؤں کو چھپانے کے لیے نہ صرف تاویلیں گھڑی گئیں بلکہ مقامات، ناموں اور تاریخی حقائق تک کو بدلنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی گئی۔ یہ طرزِ تحریر نہ کسی امام، نہ کسی مجدد اور نہ ہی کسی مہدیِ برحق کے ماننے والوں کو زیب دیتا ہے، بلکہ یہ ایک ایسے گروہ کی علامت ہے جو اپنے دعووں کی کمزوری کو تاریخ کے چہرے پر نقاب ڈال کر چھپانا چاہتا ہے۔

## اختتامیہ

اس رسالہ میں ہم نے کسی الزام، قیاس یا مخالفانہ جذبات کے تحت نہیں، بلکہ خالص قادیانی مآخذ کی روشنی میں یہ حقیقت واضح کی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کا قیام لاہور کے اس مقام پر رہا جو برصغیر کی تاریخ میں بدکاری، فحاشی اور بازارِ حسن کی علامت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ قیام محض گزرنے یا مجبوری کا نہیں تھا بلکہ باقاعدہ رہائش، ملاقاتوں، بیعتوں اور صداقت کے اولین اعترافات کا مرکز وہی جگہ بنی جسے دنیا ہیرا منڈی کے نام سے جانتی ہے۔

اس پورے باب میں سب سے اہم بات یہ سامنے آئی کہ جس شخص کو امام مہدی، مسیح موعود بلکہ بعد ازاں نبی قرار دیا گیا، اس کی عملی زندگی کے ابتدائی اور فیصلہ کن لمحات ایسے ماحول میں بسر ہوئے جو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ بلکہ عام انسانی غیرت اور اخلاق کے بھی

منافی ہے۔ مزید یہ کہ قادیانی مؤرخین نے خود اس حقیقت کو کبھی صراحت سے بیان کیا اور کبھی نام بدل کر، مقامات بدل کر، یا عبارات نرم کر کے چھپانے کی کوشش کی، جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ معاملہ محض اتفاقی نہیں بلکہ قابلِ شرم تھا۔

یہ بھی سامنے آیا کہ خود لاہور کے عام، بلکہ بدقماش کہلانے والے لوگ بھی اس قیام اور دعووں کو ناپسند کرتے تھے، جبکہ بیعتیں خفیہ طور پر کی جا رہی تھیں، اور خوف اس بات کا تھا کہ کہیں عوامی ردِعمل شدت اختیار نہ کر جائے۔ یہ سب امور اس بیانیے کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں جو مرزا قادیانی کی شخصیت کو تقدس، عصمت اور الٰہی انتخاب کے قالب میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ رسالہ دراصل ایک تمہید ہے، ایک دروازہ ہے، جس کے بعد وہ ابواب کھلتے ہیں جن میں مزید سنگین اور چونکا دینے والے حقائق قادیانی کتب ہی کی گواہی سے سامنے آئیں گے۔ آئندہ رسائل میں بالترتیب ان امور پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی جن میں لکھی طوائف کے حالات، کنچنیوں کی کمائی، بازارِ حسن کے معاملات، مجروں کی محفلیں، اور ان سب کے ساتھ مرزا قادیانی کے تعلقات کا تحقیقی جائزہ شامل ہوگا۔

ہم واضح کرتے ہیں کہ آنے والے ہر رسالہ میں نیا حوالہ، نئی بحث اور نیا زاویہ پیش کیا جائے گا، سابقہ مواد کی تکرار سے اجتناب کیا جائے گا، اور فیصلہ قارئین کے فہم، ضمیر اور دیانت پر چھوڑا جائے گا۔ اگر پہلا رسالہ سوالات پیدا کرتا ہے تو آنے والے ابواب ان سوالات کے ایسے جوابات فراہم کریں گے جن سے صرفِ نظر ممکن نہ ہوگا۔

یہ سلسلہ یہاں ختم نہیں ہوتا، بلکہ یہیں سے اصل پردہ اٹھنا شروع ہوتا ہے۔

ماموریت کا گیارھواں سال

# سفر لاہور

(۱۸۹۲ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری ۱۸۹۲ء کے تیسرے ہفتہ میں لاہور والوں پر اتمام حجت کے لئے سفر لاہور اختیار فرمایا۔ حضورؑ لاہور اسٹیشن سے قیامگاہ تک یکے میں سوار ہو کر پہنچے۔ ابتداء حضور نے منشی میراں بخش صاحب میونسپل کمشنر لاہور کی کوٹھی واقع چونا منڈی میں قیام فرمایا۔ لیکن جب وہ جگہ کافی نہ رہی تو آپ محبوب رایوں کے مکان واقع ہیرا منڈی میں تشریف لے گئے۔

## ایک فاتر العقل شخص کا حملہ

حضرت اقدسؑ قیام لاہور کے دوران میں مسجد مولوی رحیم اللہ صاحب میں جو (لنگے منڈی میں میاں چراغ الدین صاحب کے مکانات کے سامنے تھی) نمازیں ادا فرماتے تھے۔ ایک روز حضور ظہر یا عصر کی نماز پڑھ کر سیدھا مٹھا بازار کی طرف تشریف لے جارہے تھے جہاں حضور محبوب رایوں کے مکان میں مقیم تھے۔ حضور کے پیچھے خدام دس گز کے فاصلے پر تھے۔ کہ ایک شخص اچانک آکر لپٹ گیا اور شور مچانے لگا کہ مہدی تو میں ہوں تم نے کیوں دعویٰ کیا ہے؟ وہ نہ تو آپ کو اٹھا سکا نہ گرا سکا۔ حضرت اقدسؑ کے بعض خدام نے اسے پکڑ کر الگ کر دیا۔ وہ اسے مارنا چاہتے تھے مگر حضور نے مسکرا کے ارشاد فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو جانے دو۔ معذور ہے وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عہدہ میں نے سنبھال لیا ہے۔

## حضرت اقدسؑ کی طرف سے صبر کا ایک بے نظیر نمونہ

حضرت اقدسؑ جہاں ٹھہرے تھے وہاں لاہور کے مسلمان ہندو مرد عورت ہر مذہب و ملت کے لوگ بڑی کثرت سے آتے مختلف سوال کرتے تھے۔ حضرت اقدسؑ ان کے شافی جوابات دیتے اور وہ باادب سنتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ مجلس میں

مکرم عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

''جنوری ۹۲ء میں حضرت اقدسؑ لاہور تشریف لے گئے ابتداً چونے منڈی میں منشی میران بخش کی کوٹھی میں فروکش ہوئے۔ وہاں آپ نے ایک تقریر کی اور حضرت حکیم الامۃ نے بھی تقریر کی تھی۔ اس کے بعد محبوب رایوں کے مکان واقعہ ہیرامنڈی میں تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا۔ فروری میں مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے حضرت اقدسؑ کا مباحثہ ہوا۔ اس عرصہ میں حضرت نواب صاحب کو لاہور آنے کا موقعہ نہیں ملا۔ البتہ آپ جلسہ سالانہ ۹۲ء میں شریک ہوئے۔''

مارچ ۹۳ء میں حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی دو روز کے لئے دعا کی خاطر قادیان آنے کی آپ کو تحریک فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ مع التسلیم۔ خاکسار نورالدین۔ **اللھم اجعلہ کَاِسمِہٖ** آمین۔ بگرامی خدمت حضرت نواب صاحب مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش پرداز

۱- عرق اور افسنتین۔ دونوں وقت سحر اور افطار کے وقت کھانے سے اول گو دس منٹ ہی پہلے کیوں نہ ہو کھالیں۔

۲- معدہ پر روغن کا ملنا خلّو معدہ کے وقت انسب ہے اور رمضان شریف میں وہ دوپہر اور رات کے دس بجے کافی ہے۔ اگر دو وقت نہ ہو سکے تو ایک ہی وقت کافی ہے۔ دوپہر کے وقت۔

یہاں تک آپ کے ۱۳ مارچ ۹۳ء کے کرم نامہ کا جواب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے افعال باہمہ کامل عدل اور کامل رحم کے بالکل مستغنی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ کامل علم کامل قدرت کامل خدائی کو غنا لازمی ہے۔ پھر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ حیؓ اور ستیّر ہے۔ کیا معنی بڑا حیا والا اور پردہ پوش ہے۔ یہ میری باتیں سرسری نہیں بلکہ واقعی ہیں۔ حضرتؑ جب آپ کے لئے دعا پر زور دیتے تب ہی آپ کے لئے صبر اور تقویٰ کا حکم نازل ہوتا حضرتؑ حیران رہ جاتے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر یہ صلاح ٹھہری کہ پیارا نواب صرف دوروز کے واسطے یہاں آجاوے۔ مطلب یہ تھا کہ بعض وقت روبرو ہونے سے حجاب جلد اُٹھ جاتا ہے۔ ان چندروزوں میں آپ کے لئے توجہ پیش تھی آپ زیادہ تر خوف الٰہی اور خشیتِ رَبانی سے کام لیتے اور مجھے یقین

# ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (غیر مبائع)

ولادت: ۲ ۱۸۷۲ء بیعت: ۱۸۹۲ء وفات: ۱۲۔فروری ۱۹۳۶ء

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مرزا ایوب بیگ صاحب دونوں بھائیوں نے ۱۸۹۲ء میں لاہور میں ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔دونوں نہایت ہی مخلص تھے اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔افسوس کہ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب تو ۱۹۰۰ء میں وفات پا گئے۔ لیکن جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے لمبی عمر پائی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ میں اخلاص سے کام کیا۔

آپ کی بیعت کا واقعہ نہایت ہی ایمان افزا ہے۔آپ کی عمر ابھی اٹھارہ انیس سال کی ہی تھی اور آپ میڈیکل کالج کی سیکنڈ ایئر کلاس کے طالب علم تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لائے اور محبوب رایوں کے مکان واقعہ ہیرا منڈی میں قیام فرمایا۔آپ زیارت کیلئے پہنچے۔ پہلے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ سے ملاقات کر کے لطف اندوز ہوئے اور پھر حضرت اقدس کی زیارت کر کے بے اختیار کہہ اٹھے کہ ''یہ شخص صادق ہے جھوٹا نہیں'' چنانچہ بیعت کر کے واپس لوٹے۔اگلے روز آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی پہلی ملاقات میں ہی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد دونوں بھائیوں میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی جس کو آپ کے والد دیکھ کر حیران رہ گئے۔حضرت مولانا رحیم اللہ صاحب سے قرآن شریف ختم کیا۔ بیعت کے ایک سال بعد محترم مرزا یعقوب بیگ صاحب قادیان پہنچے اور وہاں سے ہی یکے بعد دیگرے دو تبلیغی خطوط اپنے والد محترم کو لکھے۔حضرت اقدس کی آپ کی طرف خاص توجہ تھی۔اس لئے حضور کی دعاؤں سے بیعت کے بعد ہر سال وظیفہ ملتا رہا اور کالج سے فارغ ہوتے ہی ہاؤس سرجن کا عہدہ مل گیا۔

امرتسر میں جب حضرت اقدس کا عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہو رہا تھا۔اس میں یہ دونوں بھائی شامل ہوتے رہے۔اس مباحثہ کے دوران میں ان کے والد مرحوم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور نے بھی بیعت کر لی۔جس سے دونوں بھائیوں کو بہت ہی خوشی ہوئی۔اب تو فدائیت کا یہ حال تھا کہ اگر کالج میں

## مرزا اکبر بیگ صاحب:

مرزا اکبر بیگ صاحب ۳۱۳ صحابہؓ کے قابل فخر گروہ میں سے تھے۔ چنانچہ اس فہرست میں ان کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔ ''۲۲۱۔ مرزا اکبر بیگ صاحب کلانور۵'' آپ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح خلاف ثانیہ سے وابستہ رہے۔ آپ کے اکلوتے بیٹے مرزا مبارک بیگ صاحب صحابی ہیں۔۶ اور خلافت ثانیہ سے وابستہ ہیں۔ مرزا اکبر بیگ صاحب محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ ''رسیدات آمدنی مدرسہ'' (تعلیم الاسلام) کے عنوان کے تحت مرزا اکبر بیگ صاحب کمر مسانی ضلع میانوالی عہ'' آپ کے متعلق ایک اندراج ہمیں ملتا ہے۔۷ آپ نے ۱۲ جولائی ۱۹۲۷ء کو کلانور میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔ افسوس کہ مزید سوانح ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکے۔

## مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کی ولادت اور تعلیم وغیرہ:

مکرم مرزا ایوب بیگ صاحبؓ ماہ اگست ۱۸۷۵ء میں بمقام کلانور (ضلع گورداسپور) پیدا ہوئے۔ ان ایام میں پنجاب میں عام طور پر کثرت سے بارشیں ہو رہی تھیں۔ بلکہ کئی جگہ سیلاب بھی آئے تھے۔ آپ کے والدین اس خیال سے کہ کہیں سکونتی مکان گر نہ جائے۔ دیوان خانہ میں آ گئے تھے۔ اور وہیں مرزا صاحب کی ولادت ہوئی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ کو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف توجہ نہ تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی امور سے لگاؤ نہ تھا۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم پاتے رہے اور بی۔اے تک تعلیم پائی اور بعد ازاں چیفس کالج لاہور میں بطور سائنس ماسٹر کام کرتے رہے۔

## قبولِ احمدیت:

مباحثہ دہلی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور میں کئی روز تک قیام رکھا۔* ان ایام

---

* معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ حضرت اقدسؑ کا مباحثہ دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی سے آخر اکتوبر ۱۸۹۱ء میں ہوا (بحوالہ الحق دہلی) اور بیعت کا واقعہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے۔ اور مباحثہ دہلی کے بعد حضورؑ لاہور تشریف نہیں لے گئے۔ بلکہ دہلی سے پٹیالہ اور وہاں سے قادیان تشریف لے آئے۔ (دیکھئے روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ دوم نمبر ۴۱۷ و مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۳۲۴ و صفحہ ۳۲۵ و مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ میں مندرج مکتوب مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۲ء جو حضورؑ نے قادیان سے تحریر فرمایا) شائید سہو قلم ڈاکٹر صاحب محترم مباحثہ لاہور کی بجائے مباحثہ دہلی کا ذکر کر گئے کیونکہ حضورؑ جنوری ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لے گئے اور ''محبوب رایوں'' کے مکان واقعہ ہیرا منڈی میں مقیم ہوئے۔ (بحوالہ مجدد اعظم حصہ اول صفحہ ۳۲۹) اور لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سے ۳ فروری ۱۸۹۲ء کو حضورؑ کا مباحثہ ختم ہوا۔ (بحوالہ اشتہار حضورؑ ۳/فروری ۱۸۹۲ء مندرجہ تبلیغ رسالت حصہ دوم صفحہ ۹۶)۔ (مؤلف)۔

میں لاہور میں مخالفت کا زور تھا۔ بیہودہ لوگ گلی کوچوں میں گندہ دہانی کرتے' اور جھوٹے لغو اور بے ہودہ قصے حضرت اقدسؑ کے خلاف مشہور کیا کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کا ہجوم حضورؑ کے مکان کے گرد رہتا تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ بدقماش لوگ مکان میں گھُس کر حملہ نہ کردیں۔ بیعت کرنے والوں کو مخالفین تنگ کرنے کی کوشش کرتے تھے اس وجہ سے بیعت کا کئی دفعہ اظہار بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ مرزا ایوب بیگ صاحبؓ اور آپ کے حقیقی بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک دوسرے سے خفیہ بیعت کی۔

مرزا ایوب بیگ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ میں دو تین روز تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتا' اور لوگوں کے ساتھ حضورؑ کی گفتگو سُنتا رہا۔ ۵ فروری ۱۸۹۲ء کو اسلامیہ ہائی سکول سے کہ جہاں میں پڑھتا تھا' چار بجے بعد دوپہر واپس آیا۔ تو حضرتؑ کی قیام گاہ پر پہنچا۔ وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ جس میں ایسا خشوع وخضوع اور حضورِ قلب میسر آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی اور آنکھوں میں آنسو۔ حضرت اقدسؑ بالاخانہ میں تشریف لے جاچکے تھے۔ میرا دل تڑپتا تھا کہ صادق و مرسل من اللہ کی فوراً بیعت کرلوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کس طرح حضورؑ کی خدمت میں پہنچوں۔ دل قابو میں نہ تھا۔ یہاں تک کہ میری بلند آواز سے رونے تک نوبت پہنچی اور ہچکی بندھ گئی۔ ایک ہم جماعت بھی میرے ساتھ تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر مرزا محمد اسماعیل صاحب نیچے اُترے۔* تو اُن سے کہا کہ ہم دونوں طالب علم اس وقت حضورؑ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے نہایت مہربانی و شفقت سے دونوں کو اپنے پاس بالاخانہ میں بلالیا۔ میں نے عرض کی کہ ہم دونوں بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے ہماری درخواست منظور فرمالی۔ پہلے میرے ہم جماعت کو بیعت کے لئے اندر بُلایا ان دنوں حضورؑ ہر ایک سے علیٰحدہ علیٰحدہ بیعت لیا کرتے تھے۔ اور دس شرائط بیعت میں سے ہر ایک کی نسبت تفصیل وار بیان کرکے اس پر کاربند رہنے کے لئے اقرار لیتے تھے جس وقت میرا ہم جماعت اندر بیعت کررہا تھا۔ میرے دل میں تضرع اور خشیت اللہ نے اور بھی زور کیا۔ اس وقت تین چار دفعہ میری آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح ایک نور کی چمک نظر آئی۔ پھر حضورؑ نے مجھے بیعت کے لئے اپنے پاس بُلالیا۔ اور پھر جب مجھے حضورؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ آپ کے چہرہ سے رشد اور سعادت ٹپکتی ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ اور

---

* مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بیان کرتے ہیں کہ مرزا محمد اسمٰعیل صاحبؓ خادم حضرت اقدسؑ جو بعد میں پریس مین کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ ان لوگوں کی اولاد میں سے ہیں جو حضورؑ کے آباؤ اجداد کے ہمراہ سمرقند سے وارد ہندوستان ہوکر قادیان میں آباد ہوئے۔ آپ کو حضورؑ کی خدمت کا بہت موقعہ ملا۔ آپ فسادات ۱۹۴۷ء میں قادیان میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ (مؤلف)

"گو الیکشن سے پہلے لیگ نے مجھے اپنا ٹکٹ نہیں دیا تھا لیکن اب جبکہ میں خدا کے فضل سے آزاد امیدوار کے طور پر کامیاب ہو گیا ہوں میں اپنی جماعت کی ہدایت کے ماتحت پھر دوبارہ اپنے آپ کو مسلم لیگ کی ممبری کے لئے پیش کرتا ہوں" [1]

اس ضمن میں دوسری مثال شیخ فیض محمد صاحب پلیڈر کی ہے جو یونینسٹ ٹکٹ پر (حلقہ ڈیرہ غازیخاں وسطی سے) کامیاب ہوئے اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔[2] جماعت احمدیہ نے شیخ صاحب سے بھی تعاون کیا۔[3]

## پنجاب کی ہندو صحافت کی برہمی اور شرمناک پراپیگنڈا

جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلم لیگی ممبروں سے تعاون پر کانگرسی حلقے سخت بوکھلا گئے اور ہندو صحافت کھلم کھلا دشنام طرازی اور افترا پردازی پر اتر آئی۔ اس حقیقت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ سردار شوکت حیات خاں مسلم لیگی امیدوار تھے۔ احمدی مردوں اور عورتوں نے انہیں مسلمانوں کا بہترین سیاسی نمائندہ سمجھتے ہوئے ووٹ دیئے۔ بات صرف اس قدر تھی۔ مگر ہندو اخبار "پرتاپ" (۱۵ فروری ۱۹۴۶ء) کی اشاعت میں اس واقعہ کو اخلاق سوز اور شرمناک رنگ سے جگہ دی۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ:-

"لدھیانہ ۱۴ فروری۔ آج ٹانگوں اور لاریوں میں پولنگ اسٹیشنوں پر مسلمان عورتوں کو لایا گیا۔ سردار شوکت حیات کے حق میں ووٹیں ڈلوانے کے لئے قادیان سے احمدیہ لڑکیوں اور ہیرا منڈی سے بازاری عورتوں کو لایا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے سروں پر سبز رنگ کے دوپٹے لئے ہوئے تھے" [4]

## نیشنلسٹ اور کانگرس نواز علماء کی مسلم لیگ پر تنقید

انتخابات میں جماعت احمدیہ اور مسلم لیگ کے باہمی تعاون پر نیشنلسٹ اور کانگرس نواز علماء کی طرف سے مسلم لیگ اور قائداعظم پر بہت تنقید کی گئی۔ چنانچہ ناظم اعلیٰ مرکزیہ جمعیتہ علماء ہند نے "تحریک پاکستان

---

[1] "الفضل" ۲۵ تبلیغ / فروری ۱۳۲۵ ہش / ۱۹۴۶ء صفحہ ۲ ۔ [2] "قائداعظم اور دستور ساز اسمبلی" صفحہ ۱۸۳ ۔ [3] "الفضل" ۸ تبلیغ / فروری ۱۳۲۵ ہش / ۱۹۴۶ء صفحہ ۶ ۔ [4] اخبار "الفضل" ۱۹ تبلیغ / فروری ۱۳۲۵ ہش / ۱۹۴۶ء) نے اس شرمناک پراپیگنڈا کے جواب میں "آریہ سماجی اخلاق کا جنازہ" کے عنوان سے ایک شذرہ سپرد قلم کیا جس میں لکھا " اس خبر سے سوائے اس کے کہ نامہ نگار کے ناپاک اخلاق اور ایڈیٹر کی گندی ذہنیت آشکارا ہو جائے ہمیں تو اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ لیکن اتنا ہم ضرور پوچھیں گے کہ اگر یہی خبر نامہ نگار کی بہو بیٹیوں یا ایڈیٹر پرتاپ کی ماں بہنوں کے متعلق شائع ہو تو کیا وہ ان کو ناگوار نہیں گذرے گی اور ان کے دلوں کو صدمہ نہیں پہنچے گا اور خصوصاً اس وقت جبکہ اس خبر میں صداقت کا ایک ذرہ بھی نہ ہو۔ اگر تمہارے اخلاق اس قدر گندے ہو چکے ہیں کہ ان میں شرافت اور انسانیت کا ایک شمہ بھی باقی نہیں رہا تو بیشک ایک دوسرے کو گالیاں دو اور درندگی کا مظاہرہ جیسے چاہو کرو مگر خدا کے لئے شریف پردہ نشین لڑکیوں کو تو درمیان میں نہ لاؤ"۔

فدائی تھے۔ مولوی عبداللہ غزنوی سے بھی انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب سے بھی تعلقات رکھتے تھے اس لئے کہ خود مولوی محمد حسین صاحب بھی غزنوی صاحب کے خاص معتقدین میں سے تھے۔

## اِس جلسہ کے برکات

جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا ہے کہ باوجود علماء کی مخالفت کے اور عین جلسہ کے قریب جلسہ میں شمولیت کو روکنے کے لئے ایک فتویٰ شائع کیا گیا مگر تائید ربّانی نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ کہ اس جلسہ میں ایسے لوگ شریک ہوئے جو اپنے علم و فضل اور دنیوی وجاہت و عزت کے عملی رنگ کے مخلص مسلمان تھے اور ایک کثیر جماعت سلسلہ میں داخل ہوئی اور اشاعت اسلام کے لئے ایک مستقل نظام کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت اقدس نے باوجود مختلف قسم کی مصروفیتوں اور سفروں کے آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی دو رسالے شائع کئے۔ اور ایک ضخیم کتاب حقیقت اسلام کے اظہار کے لئے لکھنی شروع کی جس کا نام **آئینہ کمالات اسلام** رکھا اور یہ کتاب فروری ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی جس کا کسی قدر تفصیلی ذکر ۱۸۹۳ء کے واقعات میں انشاء اللہ العزیز ہوگا۔

# بعض ضروری تصریحات اور متروکہ واقعات

## گالیاں دینے والا کون تھا

قیام لاہور کے ایام میں محبوب رایوں کے مکان میں ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس نے ایک بھری مجلس میں حضرت اقدس کو گالیاں دیں اور آپ کامل صبر اور ضبط نفس کی وجہ سے خاموش رہے۔ اس گندہ دہن کے متعلق حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر رضی اللہ عنہ کی ایک شائع شدہ روایت مل گئی ہے جس میں اس شخص کا نام دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔



محبوب رایوں کے مکان واقع منگے منڈی لاہور کا واقعہ ہے۔ (مرتب) کہ ایک سائیں